بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَ
هُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط (الشوریٰ: ۱۴)

دعوتِ قرآن

اور

یہ فرقہ پرستی

ابوانور جدون

فاروقِ اعظم روڈ کیماڑی، کراچی

ایک ضروری اور عاجزانہ گزارش

رب ذوالجلال کے نام سے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ ایک انسانی کاوش کی حیثیت سے میری اس تحریر میں غلطیوں کا احتمال خارج از امکان نہیں۔ مجھے سند یافتہ مفتی یا علامہ ہونے کا دعویٰ نہیں۔ اللہ پر ایمان کے حوالے سے البتہ میرا یہ یقین ہے کہ اللہ اپنے کسی بھی بندے سے اپنے دین کا کام لینے میں محتاج نہیں۔ لہٰذا قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہر قسم کے مسلکی اور گروہی تعصبات سے بالاتر ہو کر اس تحریر کا خالص قرآن و حدیث کی روشنی میں مطالعہ کریں اسی معیار پر غلطیوں کی نشاندہی کریں۔ ان شاء اللہ ایسی ہر مخلصانہ نشاندہی کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس کے مطابق اصلاح کی کوشش کی جائیگی۔

اس تحریر میں بظاہر تو میرے مخاطب "الدین الخالص" کے لکھنے والے ابو جابر دامانوی ہیں لیکن فی الحقیقت اس حوالے سے میرا خطاب ان سب لوگوں سے ہے جو بدقسمتی سے قرآن و حدیث کی تعلیمات کے برخلاف قبر پرستی، مسلک پرستی اور شخصیت پرستی کا شکار ہو کر اللہ اور رسولؐ اور دین اسلام کے مقابلے میں اپنے باطل عقائد، مسالک و فرقوں اور پسندیدہ شخصیات کو ترجیح دینے والے اور ان سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔۔ اللہ گواہ ہے کہ اس تحریر کا مقصد کسی کی ذاتی مخالفت یا دل آزاری نہیں بلکہ صرف یہی ایک چیز پیشِ نظر ہے کہ شاید اس کے مطالعے سے کسی کے دل میں

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات اتر جائے، عقل پر سے بغض و حسد اور غفلت کے پردے چھٹ جائیں اور جسے زندہ رہنا ہے وہ حقیقت جان کر جیئے اور جسے مرنا ہے وہ بھی حق بات سے بے خبری میں موت سے ہمکنار نہ ہو۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ط (الانفال : ۴۲)

۱۹ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

۲۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء

یہ اسلام دشمن، سازشی عناصر مسلمانوں کے اندر بدعقیدگی اور قبر پرستی پھیلانے کے لیے کسی موقع کی تلاش میں تھے اور یہ موقع ان کو اس وقت ہاتھ آیا جب مسلمانوں کے اندر خلقِ قرآن [1] کا غیر ضروری اور متصوفانہ مسئلہ کھڑا کر کے فلسفیانہ بحث چھیڑ دی گئی کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ مسلمانوں کے خلاف سازش اور بدنیتی پر مبنی اس فلسفیانہ موشگافی اور اس پر شروع ہونے والی منطقی اور کلامی بحث سے متاثر ہونے والوں میں ایک طرف احمد بن حنبل بھی تھے جو اس بحث میں خلقِ قرآن کی مخالفت میں سب سے

---

[1] خلقِ قرآن کا مسئلہ ایک غیر ضروری اور فروعی مسئلہ تھا، جس کو سازش کے تحت دینِ اسلام کا بنیادی مسئلہ بنا دیا گیا اور پھر قرآن کو مخلوق سمجھنے یا اس غیر ضروری بات پر خاموشی اختیار کرنے والوں پر کفر کے فتوے لگنے شروع ہوئے حالانکہ عام فہم کی بات ہے کہ دنیا میں جو قرآن موجود ہے وہ کاغذ یا چمڑے پر لکھا گیا ہے اور چونکہ کاغذ، چمڑا اور سیاہی مخلوق ہیں اسلیئے دنیا میں ان چیزوں پر لکھا ہوا ہے اور ان سے بنا ہوا قرآن بھی مخلوق ہوگا جو آگ میں جل کر یا پانی میں گھل کر فنا ہو جاتا ہے۔ ہاں لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا قرآن اللہ کے پاس محفوظ ہے اسے نہ مٹتا ہے اور نہ فنا ہوتا ہے۔ جس طرح انسان مخلوق ہے مرنے کے بعد اس کا جسم فنا ہو جاتا ہے لیکن اس کی روح برزخ میں محفوظ ہوتی ہے فنا نہیں ہوتی۔ الروح من امر ربی، اللہ خالق کل شیء، ایک دن اس زمین کی ہر چیز کو فنا ہو جانا ہے سوائے اس رب ذوالجلال کے (الرحمٰن)۔ اللہ خالق ہے اور ہر چیز مخلوق۔ قرآن کی قسم کھانا اسی لیئے حرام ہے کہ قسم صرف اللہ (خالق) کی کھائی جا سکتی ہے مخلوق کی نہیں۔

آگے تھے اس بحث کو اٹھانے والے چالاک ذہنوں نے اس مسئلے کو بہت اچھالا اور ساتھ ہی ساتھ احمد بن حنبل کی خوب پبلسٹی کر کے ان کو اس زمانے کا ہیرو بنا دیا [1] اور پھر احمد بن حنبل کی شہرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی سرپرستی میں اپنے باطل نظریات اور گھڑی ہوئی حدیثیں (کہ انبیاء، اولیاء اور شہداء اپنی ارضی قبروں میں زندہ ہیں) پھیلانی شروع کر دیں (حوالہ جات اگلے صفحات پر ملاحظہ کیجئے) اس طرح اس آخری امت میں شرک کا ایمان اور عقیدے کے طور پر باقاعدہ افتتاح احمد بن حنبل سے کرایا گیا اور جب سے شرک مسلمانوں میں اس انداز سے داخل ہوا، ان کے زوال و انحطاط اور تباہی بربادی کا آغاز ہو گیا چنانچہ یہ عقیدہ اپنانے کے بعد (کہ انبیاء، اولیاء اور شہداء اور سارے مُردے ان دنیاوی قبروں میں زندہ ہیں) پھر اس امت کے مجاہد اور سرفروش میدانِ جنگ کے بجائے قبرستانوں میں پناہ ڈھونڈنے لگے۔ خندقوں اور جنگی مورچوں کے بجائے آستانوں اور خانقاہوں میں سکون حاصل کرنے لگے۔ قرآن کو زندہ انسانوں کے سامنے پڑھنے اور اس کی دعوت پیش کرنے کے بجائے قبرستانوں میں مُردوں اور ان کی قبروں پر پڑھنے کا رواج عام ہو گیا۔

اس طرح اسلام کا مجاہد، مجاور بن گیا۔ اس کے روح کی غذا اللہ کے ذکر کی

---

[1] تاریخ گواہ ہے کہ اللہ کے کسی پیغمبر یا نیک بندے کو انسانوں کی اکثریت نے ہیرو نہیں بنایا سوائے احمد بن حنبل کے۔ اس پر آج تک سارے فرقے متفق ہیں، کیونکہ ہر دور میں ایک منظم گروہ نے اس کا دفاع کیا ہے۔

بجائے (قوالی اور نعت کی شکل میں) موسیقی بن گئی۔ اللہ کی راہ میں لگے ہوئے زخموں کو شیرانہ وار چاٹنے والے، طبلے مانڈے کے پلیٹ چاٹنے لگے۔ اللہ کی راہ میں تلوار چلانے والے چمٹے اور ڈھول بجانے لگے۔ اللہ کے سامنے ہی سر جھکانے والے قبروں اور آستانوں، ملنگوں اور پیروں، جھنڈوں، دلدلوں اور تعزیوں کے سامنے جھکنے لگے۔ اللہ کے راستے میں پیٹ پر پتھر باندھنے والے اپنے پیٹوں کو غیر اللہ کے نام کی نیاز سے بھرنے لگے۔ زندۂ جاوید الحی القیوم رب کو پکارنے کی بجائے فوت شدہ بندوں کو پکارا جانے لگا پھر ہزاروں سپاہی، جنرل اور کرنل جنگی قیدی بنے، عزتیں اور عصمتیں پامال ہوئیں ان کے نونہالوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا، تلواروں پر اچھالا گیا اور ایمان سے تہی دامن ہو جانے کے بعد یہ اپنی آنکھوں سے اس بربادی کا تماشہ دیکھتے رہے۔ اصلاح احوال کے بغیر محض دعاؤں سے کام چلانے کی کوشش ہوتی رہی لیکن ان ساری آفتوں، ذلت و رسوائی کے باوجود قرآن نازل کرنے والے مہربان رب کو ان کلمہ پڑھنے والوں پر ذرہ بھی ترس نہیں آیا کیونکہ غدار اور مشرک بن جانے والوں کو وہ اسی طرح سزا دیا کرتا ہے۔ مشرک، قبر پرست اور مجاور بن جانے کے بعد اس موحد، سرفروش، مجاہد، حکمران اور باوقار امت سے دنیا کی ایک ایک قوم نے اپنی شکستوں کا بدلہ لیا ہے[1]۔
قبر پرستی کے خوفناک عقیدہ پر جم جانے کے بعد آج تک یہ امت پوری دنیا میں کمزور اور غیر محفوظ ہے، جو کام ہزاروں، لاکھوں یہود و نصاریٰ اور ان کی

---

[1] اندلس، طرابلس، بغداد، فلسطین، کشمیر اور ڈھاکہ کے علاقے اور واقعات اس کی کھلی گواہی پیش کر رہے ہیں۔

سر پرستی میں کام کرنے والے سازشی عناصر، دن رات ایک کر کے صدیوں تک نہ کر سکے تھے (یعنی مسلمانوں کے درمیان خالص ایمان کی وجہ سے رشتۂ اتحاد جان کی طاقت کا خاص تھا، اسکو کمزور نہ کر سکے تھے) وہ کام تنہا احمد بن حنبل نے مسلمانوں میں ایمان اور اسلام کے روپ میں بد عقیدگی کی بنیاد رکھ کر سرانجام دیا غالباً یہی وجہ تھی کہ احمد بن حنبل کی وفات پر سب سے زیادہ رنج و غم یہود و نصاریٰ، مجوسیوں اور ان کے پالک سازشی عناصر (شیعوں) کو تھا۔

خطیب بغدادی اپنی تاریخ بغداد کی جلد نمبر ۴ کے صفحہ نمبر ۴۲۳ پر رقمطراز ہیں۔

"فَقَالَ اَسْلَمَ يَوْمَ مَاتَ احمد بن حنبل عشرون الفاً مِنَ اليهود والنَّصارٰى والمجوس قال وَسَمِعْتُ الوركانى يَقُولُ يوم مات احمد بن حنبل وقع الماتم والنّوح فى اَرْبَعَةِ احناف من النّاس المُسلمين واليهود، والنّصارٰى والمجوس"

ترجمہ:۔ "جس روز احمد بن حنبل کی وفات ہوئی، اس دن بیس ہزار یہودی، نصرانی اور مجوسی مسلمان ہوگئے اور کہا کہ میں نے الورکانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس دن احمد بن حنبل کی موت واقع ہوئی اس روز چار مذاہب کے لوگوں مسلمانوں[1]، یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں نے ماتم کیا۔"

---

[1] یہود، نصاریٰ اور مجوسیوں کے علاوہ جن "مسلمین" نے ماتم کیا تھا

اب اللہ، اس کے رسولؐ اور دلیلوں سے اور دینِ اسلام سے محبت کرنے والے اپنے ایمان اور اللہ کے وقار کو سامنے رکھتے ہوئے خود فیصلہ فرمائیں کہ آخر وہ کون سی ایسی بات تھی کہ احمد بن حنبل کی وفات پر یہودیوں، نصاریٰ اور مجوسیوں نے نوحہ ماتم کیا جب کہ دوسری طرف ملاحظہ ہو کہ انہی یہودی ظالموں نے انبیاء علیہم السلام تک کو ناحق قتل کیا ہے۔ (وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ) داؤد، سلیمان، مریم اور عیسیٰ علیہم السلام پر جھوٹی تہمتیں لگائی ہیں۔ اللہ کے نازل کردہ احکامات کو بدل ڈالا خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کئی بار سازشیں کیں۔ یہی یہودی اسلام کے بدترین دشمن رہے جنھوں نے دوسری اقوام کو اسلام کے خلاف اکسایا، نبی علیہ السلام، آپؐ کی ازواج اور مسلمانوں کے خلاف بہتان طرازیاں کیں، صحابہ کرامؓ کو مختلف سازشوں کے ذریعے قتل کیا اور اللہ کے دین کے دشمنوں کی خوب مالی اور جانی امداد... کرتے رہے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور آپؐ کے صحابہؓ عمرؓ و عثمانؓ رضی اللہ عنہما کی شہادت پر خوشیاں منائیں اور یہ ہر دور میں اسلام

———— بقیہ حاشیہ صـ ۱۲۳ ————

وہ دراصل شیعہ تھے، کیونکہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھنے والے ماتم و نوحہ نہیں کرتے، نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اللہ کے رسولؐ کی تعلیم تو یہ ہے کہ مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَلَيْسَ مِنِّي۔ (متفق علیہ)

• جس نے گالوں کو پیٹا، گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کی پکار پکاری وہ ہم میں سے نہیں ،، لیکن شیعہ آج بھی فرمانِ رسولؐ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور اپنے ان اکابرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نوحہ ماتم کرتے ہیں۔

کو مٹانے کے لیئے ایڑھی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں، کیا وجہ تھی کہ اسلام کی بدترین دشمن قوم نے احمد بن حنبل کی وفات پر ماتم کیا۔

بات بالکل صاف ہے، جو نقصان اسلام اور مسلمانوں کو اس قبر پرستی کے عقیدے یعنی مُردے کو اسی دنیاوی قبر میں زندہ سمجھنے کے عقیدے سے پہنچا ہے، وہ اس سے پہلے تمام یہودی، نصاریٰ اور مجوسی جملہ اسلام دشمن متحد ہو کر بھی نہیں پہنچا سکے تھے اسی وجہ سے احمد بن حنبل کی وفات کے بعد اس مشن کو آگے بڑھانے اور ان کے خلاء کو پر کرنے کے لیئے بیس ہزار یہودی، نصرانی اور مجوسی دینِ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر میدان میں کود پڑے۔ اب آیئے بدعقیدگی اور قبر پرستی کے ان نمونوں پر نظر ڈالیں جو احمد بن حنبل نے شہرت کی آڑ میں یہود و نصاریٰ کی ترجمانی کرتے ہوئے دینِ اسلام میں داخل کرائے۔

وكان يقول: ان الانبياء أحياء في قبورهم يصلّون، وأنّ الميّت يعلم بزائره"

ترجمہ:- اور وہ (احمد بن حنبل) کہتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی "قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور مردہ اپنے زائر (قبر پر آنے والے) کو پہچانتا ہے۔"

(طبقات حنابلہ جزء دوم صـ ۳۰۳)

احمد بن حنبل نے اپنے ایک شاگرد مسدد بن مسرہد کو خط کے جواب میں لکھا کہ قبر کے اندر مردے کے جسم میں روح لوٹائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو:

"والايمان بمنكر ونكير، وعذاب القبر"

والایمان بملک الموت ویقبض الارواح
ثم ترد فی الاجساد فی القبور"

منکر نکیر، عذاب قبر اور ملک الموت کے ارواح کو قبض کرنے اور
پھر ارواح کے قبروں میں جسموں میں لوٹائے جانے پر ایمان لانا
ہی ہے"۔ [1]

اسی شیعہ نواز امام احمد بن حنبل نے پوری زندگی معاویہؓ اور یزید بن معاویہؓ سے بغض وحسد کا مظاہرہ کیا۔ مسند احمد بن حنبل میں روایت .. لائے ہیں کہ معاویہؓ شراب حرام ہونے کے باوجود پیا کرتے تھے اور اس پر فخر بھی کرتے تھے۔ (مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۸)

---

[1] طبقات حنابلہ جزاول ص ۳۴۲ الابانة، تالیف ابن بطہ، العقد الارشد، تالیف ابن بطہ کتاب الصلوٰۃ، طباعت سعودی عربیہ، نیز احمد بن حنبل تعویز کے بھی قائل تھے اور خود بھی لکھا کرتے تھے۔ اسائل احمد بن حنبل ص ۴۵، فتاویٰ ابن تیمیہ، زاد المعاد)

اکثر قبر پرستوں کا عقیدہ ہی اس خط کے مطابق ہے اس کے باوجود ان میں سے کچھ لوگ اس خط کی سند پر اعتراض کرتے ہیں لیکن وہ یہ اصول بھول جاتے ہیں کہ فتویٰ تو معروف ومشہور خبر پر لگایا گیا ہے جس کو اہلِ علم اور محققین نے تسلیم کیا اور قبولیت کا درجہ دیا ہے۔

بعض حضرات اس انداز سے اپنے امام کا دفاع کرتے ہیں کہ اگر یہ اس کا خط ہے تو کافر اور اگر اس کا نہیں ہے تو مومن۔ ایسے حضرات کے لئے ہم نبی علیہ السلام کا یہ فرمان پیش کرتے ہیں

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا قوی مومن کمزور اور ضعیف مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ پسند ہے اور دونوں میں خیر ہے اپنے فائدے کے کام کے لئے زیادہ جدوجہد کرو۔ اللہ سے مدد حاصل کرو اور کمزوری مت دکھاؤ۔ اور اگر (اللہ نہ کرے) آپ کو تکلیف پیش آجائے تو یہ مت کہنا کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ایسا ہوتا۔ لیکن یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا تھا میرے لئے مقدر فرما دیا۔ اور جو چاہا وہ کر دیا کیونکہ "لو" (اگر) کا لفظ شیطان کی کارروائی کا راستہ کھولتا ہے"۔ (مسلم)

کچھ حضرات کا اعتراض ہے کہ یہ عقیدہ تو احمد بن حنبل سے پہلے ابو حنیفہ کے زمانے میں بھی موجود تھا۔ دین کے ایسے بے خبروں سے عرض ہے کہ یہ عقیدہ نوحؑ سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ تک ہر دور میں موجود رہا ہے۔ لیکن ہر دور میں اس عقیدے کی مخالفت کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ ابو حنیفہؒ نے اپنے دور میں قبر والے سے مانگنے والے جاہل کو سختی سے منع فرمایا لیکن احمد بن حنبل نے اپنے دور میں اس قبر پرستی کے عقیدے کو مذہبی رنگ دیکر اپنے خط کے ذریعے اُچھالا ہے ورنہ آج اسلامی کتابوں سے یہ خط اگر نکال دیا جائے تو یہ سوال وجواب کے لئے مردے کا کچھ دیر کے لئے زندہ ہونے والا عقیدہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گا۔ اس خط کے متن پر ہی اہلِ حدیث اور علماءِ دیوبند رشاہ بدیع الدین، سرفراز خان صفدر، ابو جابر وغیرہ نے اپنا عقیدہ استوار کر رکھا ہے ورنہ پورے قرآن اور احادیث میں مُردے کے کچھ دیر کے لئے زندہ ہونے والے الفاظ نہیں ہیں۔

"ابن الجوزی نے عبداللہ بن حنبل سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے باپ (احمد بن حنبل) سے پوچھا کہ آپ علیؓ و معاویہؓ کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ انھوں نے تھوڑے سکوت کے بعد جواب دیا کہ علیؓ کے بہت دشمن تھے، دشمنوں نے علیؓ کی زندگی میں عیوب تلاش کیے مگر ان کو نہیں ملے تو انھوں نے بھروسہ کیا اس آدمی (معاویہؓ) پر جو ان (علیؓ) سے لڑتا تھا تو علیؓ کی دشمنی میں اس کی طرف توجہ کی پھر انھوں (احمد بن حنبل) نے اشارہ کیا ان فضائل کی طرف جو ان (معاویہؓ) کے لیے گھڑ لیے گئے معاویہؓ کے فضائل میں متعدد احادیث ہیں ان میں ایسی کوئی نہیں جو اسناد کے لحاظ سے صحیح ہو۔"

(فتح الباری الجزء السابع ص ۱۰۴ المکتبۃ السلفیہ)

"صالح بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (احمد بن حنبل) سے کہا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ احمد بن حنبل (یزید بن معاویہؓ) سے محبت کرتے ہیں، یہ سنکر انھوں نے کہا بیٹا! کیا کوئی شخص بھی جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو یزید سے محبت کر سکتا ہے؟"

احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ کیا یزید بن معاویہؓ سے آپ حدیث لکھیں گے؟ کہا نہیں۔ اس کی کچھ وقعت نہیں۔"

(فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۴ صفحہ ۴۸۳ و جلد ۲۷ صفحہ ۴۷۸)

دیکھا آپ نے کہ اس خود ساختہ امام نے دین کی بنیادیں کھودنے کے ساتھ ساتھ دین کے ستون اصحاب کرامؓ کو بھی گرانے کی کوشش کی ہے، احمد بن حنبل کی نگاہوں میں مسلمانوں کے کمانڈر اسلام کا جھنڈا زمین کے گوشے گوشے میں گاڑنے والے مجاہد اور کاتب وحی معاویہؓ ابن ابی سفیانؓ کی کوئی وقعت اور عزت نہیں۔ بیس سال تک اسلام کی خدمت کرنے والے صحابہ کرامؓ اور مسلمانوں کے

اس امیر کیلئے جو فضائل احادیث میں بیان ہوئے ہیں وہ احادیث احمد بن حنبل کی نگاہوں میں ضعیف اور گھڑی ہوئی ہیں جبکہ عبداللہ بن عباسؓ نے معاویہؓ کے بارے میں فرمایا ہے کہ "وہ (معاویہؓ) فقیہ اور دین کے زیادہ جاننے والے ہیں۔"

(بخاری، باب الوتر)

یزید بن معاویہؓ (کمانڈر ابن کمانڈر) قسطنطنیہ پر اسلام کا جھنڈا گاڑنے والے کے بارے میں یہ شیعہ امام ان الفاظ کا اظہار کرتا ہے کہ "اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھنے والا کبھی بھی یزید سے محبت نہیں کر سکتا۔"

حالانکہ اللہ اور رسول پر ایمان رکھنے والا ہر مسلمان یزید بن معاویہؓ سے محبت کرتا ہے اور اسے فرمان رسول کے مطابق جنتی سمجھتا ہے۔

فرمان رسولؐ ہے کہ "جس پہلے لشکر نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا وہ پورے کا پورا بخشا بخشایا ہے۔" (بخاری جلد اول صفحہ ۴۰۹، صفحہ ۶۱۰)

"اس لشکر کے کمانڈر یزید بن معاویہؓ تھے۔" (بخاری جلد اول صفحہ ۱۵۸)

ثابت ہوا کہ اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھنے والا یزید بن معاویہؓ سے محبت کریگا اور یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں سے محبت کرنے والا نبی علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق بننے والے اس "جنتی" سے نفرت اور بغض رکھے گا۔

اللہ کا فرمان ہے: إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ (المائدہ: ۵۵، ۵۶)

"تمہارے دوست تو اللہ، اس کے رسولؐ اور مومن لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سامنے جھکتے ہیں اور جو شخص اللہ اور اسکے

رسولؐ اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو وہ اللہ کی جماعت میں داخل ہوگا اور اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔"

اس آیت کی رو سے مومن وہ ہے جو دوسرے مومن کو دوست اور قابلِ احترام سمجھے۔

اب آیئے احمد بن حنبل کے ان الفاظ کی طرف جو انھوں نے اس جنتی بندے یزید بن معاویہؓ کے بارے میں کہے ہیں "کیا کوئی شخص بھی جو اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہو یزید سے محبت کر سکتا ہے؟" فرمانِ رسولؐ کے مطابق تو جو کسی مومن مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے اور جو کسی مسلمان پر لعنت بھیجے وہ خود لعنتی ہے۔[1]

احمد بن حنبل کی نگاہوں میں جنتی یزید بن معاویہؓ اس قابل بھی نہیں کہ ان سے حدیث لکھی جائے۔

اس عبارت کو پڑھنے کے بعد ہو سکتا ہے کہ کوئی فرقہ پرست، قبر پرست یا امام پرست سیخ پا ہو جائے اور کہنے لگے کہ یہ احمد بن حنبل پر بہتان ہے انھوں نے یزید بن معاویہؓ کو کافر اور بے دین نہیں کہا ہے۔

تو آیئے احمد بن حنبل کے اس فتوے کو ائمہ حدیث وفقہ کے اقوال کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔

۱۔ لاریب: حدیث دین ہے اس لیئے حدیث کے نقل کرنے والے کے لیئے مسلم، عادل، متقی، امین ہونا شرط لازم ہے۔" (امام مسلم)

---

[1] حزب اللہ کے لیئے اللہ کا فرمان ہے "لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ" کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں گھبراتے۔ یعنی جہاں بھی صحیح دین کھول کر بیان کرتے ہیں۔ کسی فرقے یا مسلک کا لحاظ نہیں کرتے۔

۲۔ ائمہ حدیث وفقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر راوی عقیدۂ توحید پر قائم نہیں ہے اور اس کی توحید میں شرک کی ملاوٹ ہے تو انکی روایت ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔

کیونکہ راوی کی روایت قبول کرنے کے لیئے عدالت اوّلین شرط ہے اور عدالت کا اسلام کے بغیر تصور بھی محال ہے۔"

۳۔ سلام بن ابی مطیع بیان کرتے ہیں کہ ایوب کو یہ اطلاع ملی کہ میں عمرو بن عبید کے پاس جایا کرتا ہوں چنانچہ ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے بھلا یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ جس شخص کی دینداری کا تمھیں اعتبار نہیں اس کی روایت حدیث کا اعتبار کیا جا سکتا ہے؟" (مقدمہ صحیح مسلم و مقدمہ ابن الصلاح بحوالہ امام احمد بن حنبل پہلی قسط از کمال عثمانی امیر حزب اللہ ص ۱۶، ۱۸، ۲۱)

ائمہ حدیث وفقہ کے مندرجہ بالا اصول واقوال سامنے رکھتے ہوئے احمد بن حنبل کی رائے یزید بن معاویہؓ کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ:۔ "یزید بن معاویہؓ اس کی عدالت میں جرح وقدح کی گئی ہے پس وہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت لی جائے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس (یزید بن معاویہ) سے روایت نہ لی جائے۔"

(میزان الاعتدال جلد ۴ صفحہ ۴۴۰ لسان المیزان جلد ۶ ص ۲۹۳)

اسی احمد بن حنبل نے فقہی اختلاف کی وجہ سے ابو حنیفہؒ اور انکے شاگرد محمد بن حسن پر بھی کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

ترجمہ:۔ ابو اسماعیل ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے ہوئے سنا کہ محمد بن الحسن (امام محمد) شروع میں جہمیہ مذہب کی پیروی کرتے تھے (یعنی جہم بن صفوان کے مذہب کو مانتے تھے) جو

اللہ تعالیٰ کو عضو معطل سمجھتا تھا) اور روایت کیا حنبل بن اسحاق نے احمد سے کہ کہا انھوں نے کہ ابو یوسف حدیث میں ضعیف سمجھے جاتے تھے اور محمد بن الحسن (امام محمد) اور ان کے شیخ (ابو حنیفہ) دونوں آثار (احادیث نبویؐ) کے مخالف تھے۔

(ترجمہ عبارت لسان المیزان صـ ۱۲۳ جلد ۵ مصنف ابن حجر عسقلانی)

یعنی احمد بن حنبل ابو حنیفہ اور امام محمد کو منکرین حدیث سمجھتے تھے اور چونکہ منکر حدیث کافر ہوتا ہے اس لیے احمد بن حنبل کی نگاہوں میں ابو حنیفہ اور امام محمد دونوں کافر تھے۔ ؎

فرمانِ رسولؐ کے مطابق جو کسی مومن کو کافر کہے وہ خود کافر ہے اب جو لوگ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمد کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ احمد بن حنبل کے متذکرہ بالا قول کے باوجود ان کو مومن سمجھتے ہوئے اپنے ایمان کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات اُن سے کیا تقاضا کرتی ہیں۔

اور کہاں ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں جو شیعوں کے اس خود ساختہ امام کی حقیقت دنیا والوں کے سامنے کھول کر بیان کریں۔ جس نے شہرت کی آڑ میں مسلمانوں میں قبر پرستی کا عقیدہ پھیلا کر انھیں مجاور بنایا اور اس طرح مسلمانوں اور دینِ اسلام کو یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں اور دیگر اقوام کے لیے تر نوالہ بنا دیا اور وہ آج تک اسی رسوا کن صورتحال سے دوچار ہیں۔

اسی احسانِ عظیم کو مانتے ہوئے تو یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں نے

؎ امام احمد بن حنبل کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی ہر شیعہ اپنی محفلوں میں معاویہؓ، یزیدؒ اور امام ابو حنیفہؒ پر لعنت بھیجتے ہیں۔

احمد بن حنبل کی وفات پر ماتم اور نوحہ کیا تھا، یہی وجہ تھی کہ اس شخص (احمد بن حنبل) کو اس زمانے کے کچھ مسلمانوں نے پہچان لیا تھا کہ یہ ظاہری تقویٰ اور اپنی شہرت کی آڑ میں اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں جس کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا کرتے تھے اور اس کے خلاف فتوے بھی صادر کرتے تھے لیکن یہ مخالفانہ فتاوے اور الفاظ کمالِ ہوشیاری کے ساتھ منظر سے غائب کر دیئے گئے اور اس کے برعکس اپنے امام کے دفاع میں نکلے ہوئے کلمات کو تحفظ دیا گیا۔ ملاحظہ کیجیے۔

"احمد الدورقی کہتے ہیں کہ جس کسی کو تم سنو کہ وہ احمد بن حنبل کا برائی کے ساتھ ذکر کر رہا ہے تو اس کے اسلام پر تہمت لگاؤ۔"

(تہذیب التہذیب جلد ۱ صـ ۷۲)

ان دفاعی کلمات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت کے علماء نے احمد بن حنبل پر بدعقیدگی اور اسلام دشمنی کے فتوے اور الزامات لگائے تھے تبھی تو احمد بن حنبل کے حق میں یہ دفاعی کلمات ادا کئے گئے ہیں۔ ؎

؎ جو لوگ آج بڑے زور و شور سے احمد بن حنبل کا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بارہ صدیوں میں احمد بن حنبل کی کسی نے برائی نہیں کی اور پندرہویں صدی میں ایک ڈاکٹر عثمانی پیدا ہوئے جو احمد بن حنبل کو بدعقیدہ ثابت کر کے اس کی برائی کرنے لگے۔ وہ اگر غور فرمائیں تو احمد بن حنبل کے دفاع کا یہ انداز چغلی کھاتا ہے کہ اس کے اپنے زمانے ہی کے مسلمان ان کی بدعقیدگی کی وجہ سے برائی کرتے تھے۔ ورنہ تہذیب التہذیب کے اندر درج بالا کلمات لکھنے کی کیا ضرورت تھی کیا لکھنے والوں کو معلوم تھا کہ

اسی طرح احمد بن حنبل کے دفاع میں امام شافعی کا قول بھی طبقات حنابلہ سے پیش کیا جاتا ہے کہ

امام شافعی ؒ نے فرمایا "جس نے احمد بن حنبل سے بُغض رکھا تو وہ کافر ہے" (طبقات حنابلہ صفحہ ۶) امام شافعی کے قول سے بھی ثابت ہوا کہ اس زمانے کے مسلمان احمد بن حنبل سے انتہائی درجے کا بُغض رکھتے تھے۔ رہا ان کے قول کی حیثیت کا معاملہ تو وہ احمد بن حنبل سے تقریباً ۳۸ سال قبل ۲۰۴ھ میں وفات پا چکے تھے۔ ان کا قول احمد بن حنبل کی صفائی میں پیش کرنا بڑی جہالت ہے کیونکہ امام شافعی پیغمبر نہیں تھے کہ ان کی گواہی یا قول ان کے بعد مرنے والے انسان کے لیے حرف بحرف درست ہو۔ ایسی گواہیاں تو صرف انبیاء کی سچی ہوتی ہیں۔ اس لیے امام شافعی کا قول احمد بن حنبل کی صفائی میں پیش کرنا جائز نہیں۔

وہ حضرات سوچ لیں جو احمد بن حنبل یا کسی اور مشہور بندے کو رب بنا کر اٹھتے بیٹھتے دن رات اس کی تعریف اور بڑائی بیان کرتے رہتے ہیں

ایسے ہی لوگوں کے لیے قرآن کا فرمان ہے

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبہ)

"ان لوگوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے سوا رب بنا لیا ہے۔"

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ (البقرہ: ۱۶۵)

اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں اور

—— بقیہ حاشیہ ص ۱۳۳ ——

پندرھویں صدی میں ڈاکٹر عثمانی نام کے ایک شخص پیدا ہوں گے جو احمد بن حنبل کی برائی کریں گے۔ ہرگز نہیں!

ان سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں" (یعنی اللہ کی بات کے مقابلے میں اپنے اماموں، مولویوں اور پیروں کی بات کو ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کے مقابلے میں ان کے دلوں میں اپنے ان "حضرات" کا لحاظ اور وقار زیادہ ہوتا ہے)۔

ایسا عقیدہ رکھنے والے بدعہدوں، ناشکروں اور بدنصیبوں کو مہربان ربّ نے دُنیا میں خبردار کر دیا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ کے مقابلے میں اپنے علماء اور مشائخ سے اندھی محبت کرتے ہیں اور اللہ کے واضح احکامات کے ہوتے ہوئے اپنے اماموں، علماء اور مشائخ کی اندھی تقلید کرتے ہیں وہ قیامت کے دن جہنم کے شعلوں کو دیکھ کر ان علماء اور مشائخ سے نفرت اور بیزاری کا اعلان کریں گے اور خواہش کریں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ دنیا میں واپس لوٹا دے تو وہ خالص اپنے حقیقی رب کی بندگی اور اسی سے اپنی بھرپور محبت کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے اس کے رسولؐ کی سنت پر صحیح انداز سے چل کر دکھا دیں لیکن اس مہربان رب نے دنیا والوں کو یہ بات اسی دنیا میں بتا دی ہے کہ اس قسم کے پچھتاوے، توبہ، استغفار اور ایمان لانے کا اقرار ان امام اور پیر پرستوں کو وہاں آخرت میں کچھ فائدہ نہ دے سکے گا یہ ساری حسرتیں لیے ہوئے وہ اپنے گمراہ اکابرین کے ساتھ ہمیشہ کے لیے جہنم میں اتار دیے جائیں گے۔ جہاں آگ ان کا اوڑھنا اور بچھونا ہوگی۔ زقوم، کھولتا ہوا گرم پانی اور بدبودار پیپ ان کا کھانا اور پینا ہوں گے۔

اس لیے ہر اس انسان کو جو آخرت پر یقین رکھتا ہے اپنے عقیدے اور عمل کی اصلاح دنیا ہی میں کر لینی چاہیے۔ اور ہر وقت اپنے مہربان اور بخشنے والے ربّ سے جہنم کی آگ سے بچنے اور جنت کی لازوال نعمتوں میں داخل ہونے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

"اب الدین الخالص" سے اُس کے مصنف ابوجابر کے مغالطوں، علمی
خیانت اور جہالت کے کچھ حوالے ملاحظہ فرمایئے!
یہ پوری کتاب مصنف کے فکری انتشار ان کی تضاد بیانی اور سب سے بڑھ
ڈاکٹر عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتی دشمنی کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ چنانچہ دو قسطوں
میں پھیلی ہوئی اس کتاب میں جہاں ایک طرف انہوں نے عالم برزخ اور برزخی
بدن کا انکار کیا ہے وہاں اس حقیقت کو تسلیم بھی کیا ہے کتاب کی پہلی قسط
کے صفحہ نمبر ۴۲، ۴۳ پر لکھتے ہیں

"کیوں کہ میں نے جن دوستوں سے بھی عذاب قبر کی بات
کی ہے اور انہیں سمجھایا کہ نبیؐ نے فرمایا ہے "عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ"
یعنی قبر کا عذاب حق ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس قبر میں تو
کچھ ہوتا نہیں، اس لئے یہاں عذاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
ہے۔ تو میں نے کہا، پھر نبیؐ نے غلط بات فرمائی ہے (نعوذ باللہ)
اور بقول آپ کے آپؐ کو یوں فرمانا چاہیئے تھا کہ "عَذَابُ الْبَرْزَخِ حَقٌّ"
(برزخ کا عذاب حق ہے)... مگر قرآن و حدیث کے دلائل سے قائل ہونے کے
بجائے انہوں نے عقلی ڈھکوسلے بیان کرنا شروع کر دیئے اور عذاب قبر
کے بجائے عذاب برزخ پر مصر ہے"... خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل
دیتے ہیں" (ص ۴۲ - ۴۳ الدین خالص قسط نمبر ۱) لیکن اس کتاب
کے ص ۳۱ پر رقمطراز ہیں۔

"خروج نفس اور روح کے بعد اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ
الْهُوْنِ" میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے، یہی عذاب قبر
ہے جسے عذاب برزخ بھی کہا جاتا ہے۔" (قسط اول ص ۲۱)
گویا ابوجابر صاحب خود عذاب قبر کو عذاب برزخ کہیں تو بالکل

ٹھیک... اور قرآن و حدیث کی بات ہے لیکن اگر ڈاکٹر عثمانیؒ یا ان
کا کوئی ساتھی کہے تو یہ ہٹ دھرمی اور جہالت ہے اپنی کہی خود اُن پر
صادق آرہی ہے۔ اسی قبر میں قیامت سے پہلے مردے کو زندہ مان کر
قرآن کو بدلنے کی جسارت فرما رہے ہیں۔ (حالانکہ قرآن میں مرنے
کے بعد قیامت تک زندگی کا کوئی ثبوت نہیں ہے) اور الزام دوسروں کو قرآن
بدلنے کا دے رہے ہیں۔
آگے چل کر لکھتے ہیں

"ظاہر بات ہے اس شخص کو تکبر کی وجہ سے یہ عذاب دیا
گیا اور یہ برزخی عذاب ہی ہے جسے احادیث میں عذاب قبر
کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس عذاب میں روح کے ساتھ
بدن عنصری بھی شامل ہے صرف بدن عنصری (یعنی مردہ جسم)
کا زمین میں دھنستا چلا جانا سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ بے جان
لاشے کو عذاب دیا جانا بے معنی بات ہے۔"
(الدین الخالص قسط اوّل ص ۱۶)

اس سے پہلے فاضل علوم دینیہ فرماتے ہیں!
"راحت قبر یا عذاب قبر زندہ کو نہیں ہوتا مرنے کے بعد سے
قیامت تک کے تمام مراحل سے مردہ ہی گزرتا ہے۔ بھائی کس
نے آپ سے کہہ دیا کہ وہ مردہ نہیں ہے۔ افسوس صد افسوس آپ
کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ یہاں بات تو ساری میت
(مردہ) ہی کے بارے میں ہو رہی ہے۔" (ایضاً ص ۴۸)
مغالطہ ہو تو ایسا! ایک جگہ عذاب کے سارے مراحل سے مردہ ہی گزرتا
ہے۔ یعنی مردے ہی کو عذاب ہوتا ہے لیکن دوسری جگہ مردے کو عذاب دیا جانا